تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار   لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

نِدائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم   ۱۸ تا ۲۴ مئی ۲۰۰۰ء   مدیر : حافظ عاکف سعید

جاہلیت کی طرف واپسی کا سفر

آج انسانیت ایک بڑے قحبہ خانے میں زندگی بسر کر رہی ہے۔ آج کی صحافت، فلموں، فیشن ہاؤسوں، حسن کے مقابلوں، رقص گاہوں، شراب خانوں اور ریڈیو کو دیکھو۔ عریاں جسم کیلئے مجنونانہ بھوک، خواہشات کو بھڑکانے والے لباس و اطوار اور ادب، فن اور ذرائع ابلاغ میں مریضانہ خیالات و اشارات کو دیکھو۔ اسی کے ساتھ سودی نظام، اس کے پیچھے چھپی ہوئی دولت کی بھوک اور دولت کو سمیٹنے اور اسے زیادہ سے زیادہ بارآور کرنے کے غلط اور خسیس ذرائع، فراڈ، حیلہ بازی اور لوٹ کھسوٹ، جس نے قانون کا جامہ پہن لیا ہے، ان سب کو نظر میں رکھو، پھر اس اخلاقی پستی اور سماجی انارکی کو دیکھو جو ہر شخص، ہر خاندان، ہر نظام اور ہر انسانی جمعیت کیلئے تباہی و بربادی کا باعث ہے۔ ان سب چیزوں کو دیکھنے کے بعد بہ آسانی یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ اس جاہلیت کے زیر سایہ انسانیت ایک خطرناک انجام کی طرف بڑھ رہی ہے۔ نوعِ انسانی اپنی انسانیت کو کھا رہی ہے اور اس کی آدمیت تحلیل ہو کر فنا ہو رہی ہے۔ وہ حیوانیت اور حیوانیت کو بھڑکانے والی چیزوں کی طرف بری طرح لپک رہی ہے تاکہ ان کی پست دنیا میں شامل ہو جائے۔ نہیں، نہیں! حیوانات ان سے زیادہ نظیف، زیادہ شریف اور زیادہ پاکیزہ ہوتے ہیں، وہ ایک منضبط فطرت کے تحت زندگی گزارتے ہیں۔ ان کی یہ فطرت نہ متغیر ہوتی ہے اور نہ اس میں سڑاند پیدا ہوتی ہے جیسی سڑاند انسانی خواہشات میں پیدا ہوتی ہے جبکہ انسان خدائی عقیدے کی رسی اور عقیدے کے نظام سے کٹ کر الگ ہو جاتا ہے اور اس جاہلیت کی طرف واپس چلا جاتا ہے جس سے اللہ نے اسے نجات بخشی تھی۔

(سید قطب شہید کی تفسیر فی ظلال القرآن سے ایک اقتباس)

اس شمارے میں

☆ خطابِ جمعہ 2
☆ مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ 3
☆ بیجنگ پلس فائیو 7
☆ جینیاتی تبدیل شدہ فصلیں 9
☆ کاروانِ خلافت منزل بہ منزل 10
☆ قرضوں کی جنگ (14) 12
☆ متفرقات ✪

نائب مدیر :
فرقان دانش خان

معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان

نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین

پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون ۔/175 روپے

شمارہ : 19
قیمت : 3 روپے

دجالی فتنہ نے آج کے انسان کو پوری طرح اپنے شکنجے میں لے لیا ہے

فتنہ دجال سے بچنے کے لئے ہمیں سورۂ کہف کے دامن میں پناہ لینی ہوگی

دجل کی انتہا یہ ہے کہ اس کائنات کے اصل حقائق پر دجل و فریب کا پردہ پڑ جائے گا

دینی جماعتیں مرتد کی شرعی سزا اور اسلامی قوانین کے نفاذ کے لئے بھی مل جل کر احتجاجی تحریک چلائیں

حکومت نے اگر امریکہ اور عالمی مالیاتی اداروں کی ڈکٹیشن کا راستہ اختیار کیا تو زبردست عوامی مخالفت ہوگی

فتنۂ دجال کی حقیقت اور اس کا سورۂ کہف سے ربط و تعلق

مسجد دار السلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۱۲/ مئی ۲۰۰۰ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

آج دجالی تہذیب اور دجالی فتنے نے پوری دنیا کو اپنے شکنجے میں جکڑ لیا ہے' دجالی فتنے کا تفصیلی ذکر احادیث میں ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ :

"جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کو اپنا معمول بنائے گا وہ دجالی فتنے سے محفوظ رہے گا"۔

فتنۂ مسیح دجال کیا ہے؟ سورۂ کہف کے مضامین کا فتنۂ دجال سے کیا ربط و تعلق ہے؟ یہ سمجھنے سے پہلے کچھ بنیادی باتیں ذہن نشین کر لیجئے۔ قرآن مجید میں دجل کے مادے سے کوئی لفظ استعمال نہیں ہوا۔ لیکن یہ عربی کا اتنا عام لفظ ہے کہ اردو میں بھی مستعمل ہے۔ دجل کا معنی ہے فریب اور دھوکہ' کسی شے کی حقیقت کو چھپا کر اس پر کوئی پردہ ڈال دینا دجل ہے۔ احادیث میں دو اعتبارات سے دجالوں کا ذکر آیا ہے۔

بخاری و مسلم کی وہ حدیث جس میں قیامت کی نشانیاں بیان ہوئی ہیں ان میں ایک نشانی یہ بھی ہے کہ جب تک تیس کے قریب جھوٹے' فریبی' دغاباز دجال ظاہر نہ ہو جائیں جو نبوت کا دعویٰ کریں گے' قیامت قائم نہ ہوگی۔ ایسے کئی مدعیان نبوت حضور ﷺ کی زندگی ہی میں پیدا ہو گئے تھے۔ اس کے بعد خلافت راشدہ سے اب تک کئی جھوٹے نبی منظر عام پر آ چکے ہیں۔ جنہیں حدیث میں جھوٹے دجال کہا گیا ہے۔

لیکن آخری مسیح الدجال یہودیوں میں سے ہوگا جو یہ دعویٰ کرے گا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت بنی اسرائیل میں ہوئی تھی لیکن اس وقت یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھٹلا دیا تھا اور اپنے بس پڑتے سولی پر چڑھوا دیا تھا۔ لیکن ان کی کتابوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت کا ذکر موجود ہے اور وہ اب بھی ان کے انتظار میں ہیں' ان کے نزدیک ابھی یہ سیٹ خالی ہے۔ لہٰذا

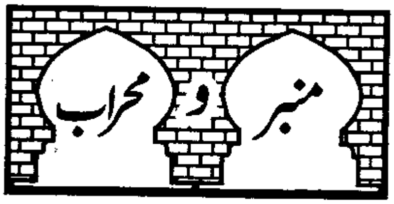

قیامت کے قریب ایک جھوٹا مسیح الدجال آئے گا جو یہ دعویٰ کرے گا کہ میں وہ مسیح ہوں جس کا تم انتظار کر رہے تھے۔ احادیث کی رُو سے یہ تو وہ دجال ہوں گے جو نبوت کا دعویٰ کریں گے۔

ان دجالوں کے علاوہ احادیث میں ہے کہ ایک دجالِ اکبر بھی آئے گا۔ یہ خود خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ اور لوگوں سے اپنی پرستش کا مطالبہ کرے گا۔ یہ اہل ایمان کے لئے بہت بڑی آزمائش ہوگا۔ رزق پر اس کا کنٹرول ہوگا جو اس پر ایمان نہیں لائے گا۔ وہ اسے رزق نہیں دے گا۔ اس دجال کی ایک نشانی یہ ہوگی کہ وہ کانا ہوگا۔ اس کی پیشانی پر "ک ف ر" لکھا ہوگا جسے ہر مومن با آسانی پڑھ لے گا خواہ وہ تعلیم یافتہ ہوگا یا ان پڑھ۔ اس کو قوائے طبیعیہ (Forces of the Nature) پر غلبہ حاصل ہوگا۔ وہ چالیس دن میں پوری زمین کا دورہ کر لے گا۔ اس کے گدھے (سواری) کے دو کانوں کے مابین اسی (۸۰) ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ اس کے گدھے کی ایک ٹاپ کا دوسری ٹاپ کے درمیان فاصلہ ایک دن اور ایک رات کی مسافت کے برابر ہوگا۔ وہ جب پکارے گا تو اس کی آواز ایسی ہوگی کہ مشرق و مغرب کے مابین موجود ہر شخص سن سکے گا۔ اس کے لئے زمین کے دریا اور نہریں مسخر کر دی جائیں گی جو اس کے حکم سے چلیں گی اور اس کے حکم سے رک جائیں گی۔ وہ آسمان کو حکم دے گا تو بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو اس میں سے پیداوار نکلے گی۔ وہ کسی ویران علاقے پر سے گزرے گا اور زمین سے کہے گا کہ اپنے خزانے باہر نکال دے تو زمین اس کا حکم مانے گی۔ علاج معالجے کے لحاظ سے اس کو کم و بیش وہ قوتیں حاصل ہوں گی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھیں۔ وہ مردوں کو زندہ کر دے گا۔ کسی شخص کو آرے سے چیر کر اس کے ان حصوں کو دوبارہ جوڑ دے گا۔ اسی طرح وہ مردوں سے بھی مکالمہ کرا دے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا دراصل اس کے ساتھ شیاطین کا لشکر ہوگا جو ان لوگوں کی شکلوں میں ہوں گے جو مر چکے ہوں گے۔ یہ چند احادیث کا خلاصہ ہے۔ جبکہ اس موضوع پر بہت سی احادیث موجود ہیں جن کا احاطہ کرنا آسان نہیں۔

بہرحال اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ کفر و الحاد کا گھٹاٹوپ اندھیرا دنیا میں چھا جائے گا۔ رزق اس کے ہاتھ میں ہوگا' خزانے اس کے ہاتھ میں ہوں گے' جو اس کو خدا مانے گا اسے کھانے کو دے گا۔ جو اسے نہیں مانے گا اس کے لئے

فاقے کے سوا کچھ نہ ہو گا۔ ابوداؤد کی روایت ہے کہ خدا کی قسم کوئی شخص اس (دجال) کے پاس آئے گا اور وہ سمجھے گا کہ میں مومن ہوں۔ لیکن اس کے دل میں ایسے ایسے شبہات پیدا ہو جائیں گے کہ پھر وہ دجال کا پیروکار بن جائے گا اور اس کے فتنے کا آخری مظہر یہ ہو گا کہ اس کی پیروی کے لئے عورتیں باہر آ جائیں گی۔ حتیٰ کہ کیفیت یہ ہو جائے گی کہ ایک بندہ مومن اپنی عزیز خواتین کو باندھ باندھ کر رکھے گا کہ کہیں وہ دجال کے فتنے کا شکار نہ ہو جائیں۔ حضرت حذیفہ بڑاٹھ سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ دجال جب نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی بھی ہو گا اور آگ بھی۔ وہ چیز جسے لوگ پانی سمجھیں گے وہ حقیقت میں آگ ہو گی جو جلا دے گی' اور لوگ جسے آگ سمجھیں گے دراصل وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہو گا۔ پس تم میں سے جس شخص کا بھی دجال سے سابقہ پیش آئے تو اسے اس شے کی طرف جانا چاہئے جو آگ نظر آ رہی ہو۔ وہ میٹھا ٹھنڈا پانی ہو گا۔

درحقیقت دجل کی انتہا یہ ہے کہ اس کائنات کے اصل حقائق پر دجل و فریب کا پردہ پڑ جائے۔ دجال اکبر شخصی طور پر تو ابھی آئے گا لیکن دجالی فتنہ جس کی علامت احادیث میں ملتی ہیں' آج پورے طور پر عیاں ہو چکا ہے اور انسان آج دجالی فتنے میں مبتلا ہو کر دھوکے' فریب کا شکار ہو چکا ہے۔ کائنات کی اصل حقیقت ذات باری تعالیٰ ہے۔ لیکن لوگ اللہ کو بھول کر حیات دنیوی اور مادی اسباب و وسائل کی فکر میں لگ چکے ہیں۔ انسان کی اصل حقیقت روح ہے لیکن انسان کی اصل توجہ روح کے بجائے جسم اور مادی تقاضوں کی طرف مبذول ہو گئی ہے۔ اسی طرح اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ لیکن آخرت کو بھول کر دنیا ان کا ہدف بن گئی ہے اور ان کی ساری بھاگ دوڑ' تگ و دو دنیا کے لئے محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ صبح سے شام تک دنیا ہی کی سوچ اور غم ہے۔ اسی طرح احادیث کی رو سے دجال اکبر کو جو قوتیں حاصل ہوں گی' سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے نتیجے میں یہ سب چیزیں آج عام ہو چکی ہیں۔ جس کے باعث دجالی فتنے نے پوری طرح آج کے انسان کو اپنے شکنجے میں لے لیا ہے۔ جیسا کہ اقبال نے کہا ؎

دنیا کو ہے پھر معرکۂ روح و بدن پیش
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کو ابھارا
اللہ کو پامردی مومن پہ بھروسہ
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا

آج جینیٹک انجینئرنگ' کلوننگ اور سرجری اتنی آگے چلی گئی ہے کہ نئے قسم کے انسان پیدا ہو جائیں گے۔ انسان کے اعضاء کی پیوند کاری اور کٹے ہوئے اعضاء کو دوبارہ جوڑ دینا اب عام سی بات ہے۔ آج اگر کوئی شخص ایک جگہ تقریر کرے تو وہ پوری دنیا میں سنی ہی نہیں ٹی وی پر دیکھی بھی جا سکتی ہے۔ جیٹ طیاروں کے باعث فاصلے معدوم ہو کر رہ گئے ہیں۔ عرب کے ریگستانوں کو گلستان بنا دیا گیا ہے۔ اس بے خدا ترقی کا نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا کی ظاہری چمک دمک بڑھ گئی ہے اور دنیا کی دلربائی میں بے پناہ اضافہ ہو گیا۔ آج مطلوب و مقصود دنیا بن گئی ہے' حقائق دب گئے ہیں۔ شیطان کے ایجنٹ یہودی دنیا کو ایک عالمی نظام کی طرف لے کر جا رہے ہیں تاکہ پوری دنیا کے انسانوں کو اپنا غلام بنا سکیں۔ ایک منصوبے کے تحت ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کے ذریعے پوری دنیا کی تجارت کو ایک مرکز سے کنٹرول کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ حتیٰ کہ TRIPS نامی معاہدے کے ذریعے پھلوں' فصلوں وغیرہ کے بیج پر بھی ان کا کنٹرول ہو گا۔ اب امریکہ نے جی ایم (Genetically Modified) فوڈ' یا بیج تیار کر لئے ہیں اور وہ چاہتا ہے کہ دنیا میں صرف اس کے تیار کردہ بیج استعمال کئے جائیں۔ انگریزی محاورہ ہے:

"Coming events cast their shadows before"

کے مصداق دجال اکبر کے آنے سے پہلے ہی دجالی تہذیب کے علمبردار رزق پر کنٹرول حاصل کر لینا چاہتے ہیں۔ اسی طرح عورت کو دجالی فتنے میں جکڑنے کے لئے آزادی نسواں "women lib" کے نعرہ کے ذریعے بے حیائی اور فحاشی کو عام کیا جا رہا ہے۔ تاکہ خاندانی نظام کی بیخ کنی کی جا سکے اور انسان حیوانی سطح پر آ کر پورے طور پر ان کا غلام بن جائے۔

اس دجالی فتنے کا اجتماعی سطح پر مقابلہ کرنے کا راستہ یہ ہے کہ پہلے دنیا کے کسی علاقے میں بالفعل دین نافذ کیا جائے۔ اس اعتبار سے اہل پاکستان کی ذمہ داری دوسروں سے کہیں بڑھ کر ہے کیونکہ ہم نے یہ ملک اسی لئے حاصل کیا تھا۔ انفرادی سطح پر دجالی فتنے کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے ایمان کو مضبوط کریں اور اپنے گریبانوں میں جھانکیں کہ ہم اللہ کے لئے کتنی سختیاں برداشت کر سکتے ہیں' کتنی بھوک اور پیاس برداشت کر سکتے ہیں کیونکہ دجال کی آزمائشوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ان چیزوں کی ضرورت ہے۔ بہرحال انفرادی سطح پر دجال کے فتنے کے مقابلے میں ڈٹ کر کھڑے ہونے کے لئے ہمیں سورۂ کہف کے دامن میں پناہ لینی ہو گی۔

حضرت ابوسعید خدری' حضرت ابوالدرداء' حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مسلم' ابوداؤد' ترمذی' نسائی' مسند احمد اور بیہقی میں حضور ﷺ سے متعدد روایات منقول ہیں کہ جو شخص سورۂ کہف پڑھتا رہے گا وہ دجال کے فتنے کے اثرات سے محفوظ رہے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ جو سورۂ کہف کی ابتدائی آیات پڑھتا رہے وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ کچھ روایات میں یہ بھی ہے کہ جو سورۂ کہف کی آخری آیات حفظ کر لے گا اور انہیں پڑھتا رہے گا' وہ بھی دجال سے بچ سکے گا۔ ایک روایت معارف الحدیث میں بحوالہ بیہقی نقل کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جو شخص جمعہ کے روز سورۂ کہف کی تلاوت کرے گا اس کے لئے اگلے جمعے تک ایک نور روشن ہو جائے گا جو پورے ہفتے اس کی رہنمائی و حفاظت کرے گا"۔

اب سورۂ کہف کی ان آیات کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے تاکہ ان کا فتنہ دجال سے ربط سمجھ میں آ سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"کل حمد و ثنا اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندے (حضرت محمدؐ) پر الکتاب نازل کی اور جس نے اس میں کچھ کجی نہیں رکھی۔ ٹھیک اتاری تاکہ (یہ کتاب) ڈر سنائے ایک سخت آفت (جنگ) کا اللہ کی طرف سے اور (یہ کتاب) خوشخبری دے ایمان لانے والوں کو جو کرتے ہیں نیکیاں کہ ان کے لئے اچھا بدلہ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے"۔ (آیات ۱-۳)

ان آیات میں ایک بہت بڑی جنگ کی خبر دی گئی ہے جسے احادیث میں الملحمۃ العظمی اور بائبل میں آرمیگاڈان کہا گیا ہے۔ اور اہل ایمان کو خوشخبری دی گئی ہے کہ وہ لوگ جو کائنات کے ظاہر میں الجھ جانے کے بجائے اصل حقیقت کو سمجھیں' جو اس جسم کے بجائے اپنی اصل حقیقت روح کو فروغ دیں اور جو اس دنیا کی زندگی کے بجائے آخرت کو حقیقی زندگی سمجھیں' وہ اس فتنہ دجال سے بچے ہوئے ہوں گے۔

"اور تاکہ (یہ کتاب) خاص طور پر ان لوگوں کو خبردار کر دے جنہوں نے اللہ کے لئے بیٹا بنایا ہے"۔ (آیت ۴)

اس آیت میں خاص اشارہ نصاریٰ یعنی عیسائیوں کی طرف ہے۔ اس وقت دنیا میں سب سے بڑی تعداد عیسائیوں کی ہے جو حضرت مسیحؑ کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں (نعوذ باللہ)۔ یہی وہ مسخ شدہ مذہب ہے جس نے پاپائیت کا نظام قائم کیا' جس کے ردعمل میں انسان مذہب سے دور ہو گیا اور یہودیوں کی بے خدا دجالی تہذیب کو اپنے پنجے گاڑنے کا موقع مل گیا۔ آگے فرمایا:

"کچھ خبر نہیں ان کو اس بات کی اور نہ ان کے باپ دادوں کو کہ کتنی بڑی بات (بڑی گستاخی کی بات) ان کے مونہوں سے نکل رہی ہے۔ یہ نہیں کہہ رہے مگر جھوٹ' تو اے نبی شاید آپ اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالیں اگر وہ ایمان نہ لائے اس کتاب پر"۔ (آیات ۳-۶)

اس آیت میں گویا کہا جا رہا ہے کہ اے نبی! اگر آپ ان عیسائیوں کی مذہب سے برگشتگی اور اس قرآن پر ایمان

نہ لانے کے نتائج دیکھ لیں تو شاید خود کو صدمے سے ہلاک کر ڈالیں۔

"بے شک زمین پہ جو کچھ ہے ہم نے اسے اس کی زیبائش اور آرائش بنادیا ہے تاکہ ہم جانچیں لوگوں کو کہ کون اُن میں اچھے عمل کرتا ہے"۔ (آیت : ۷)

یہ دنیا اتنی دلفریب ہے کہ اپنے اندر گم کر لیتی ہے' یہی فتنہ دجال ہے۔ جو اس دنیا کی ظاہری چمک دمک کے دام میں آ گیا اور آخرت کو بھلا بیٹھا وہ ناکام ہے۔ جو اس دنیا کی حقیقت سے باخبر رہا اور آخرت کی تیاری میں لگا رہا وہ آزمائش میں کامیاب ہو گیا۔ بقول اقبال ؎

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

یعنی مومن اس دنیا میں رہتا ہے مگر اس کا دل اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ ایسے ہی لوگ فتنہ دجال سے محفوظ رہیں گے۔

"اور جو کچھ اس زمین پر ہے ہم اسے تباہ و برباد کر کے چٹیل میدان بنادیں گے"۔ (آیت۔ ۸)

یعنی دنیا کی آرائش و زیبائش عارضی ہے۔ ایک دن یہ سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ اس دن ان لوگوں پر حقیقت آشکارا ہو جائے گی جو دنیا کی زندگی کو سب کچھ سمجھتے تھے کہ وہ دھوکہ میں پڑے رہے۔ اس کا جو نتیجہ عملاً نکلتا ہے اسے اس سورہ کے آخر میں بیان کیا گیا:

"اے نبی ان سے کہئے کہ ہم بتائیں انہیں ان لوگوں کے بارے میں جن کے اعمال سب سے زیادہ اکارت ہوئے۔ وہ لوگ جن کی کوشش بھٹکتی رہی دنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے رہے کہ ہم تو بہت کامیاب ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا۔ اور اس سے ملاقات کا انکار کیا اور ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے اور قیامت کے دن ہم ان کا کوئی تول نہیں ٹھہرائیں گے۔ بدلہ ہے ان کا جہنم کہ انہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا اور میرے رسولوں نے جو پیغام دیا اس کا مذاق اڑایا"۔ (آیات ۱۰۳-۱۰۶)

اس سورۂ مبارکہ کا مرکزی مضمون یہی ہے کہ دنیا کی چمک دمک اور رونق سے دل نہ لگاؤ بلکہ اللہ کی طرف متوجہ رہو۔ یہ مضمون اگر کسی کے دل میں پیوست ہو جائے اور دنیا کے دجل اور فریب کی حقیقت کسی پر منکشف ہو جائے اور وہ اللہ' آخرت اور روح جیسے اصل حقائق کی طرف متوجہ رہے تو موجودہ دجالی تہذیب اور دجال اکبر ایسے مومنین کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

حالات حاضرہ

موجودہ فوجی حکومت اور مذہبی عناصر کے درمیان محاذ آرائی کا آغاز ٹھیک اسی نہج پر ہوا ہے جیسا کہ صدر ایوب خان کے خلاف عید کے چاند پر اختلاف کے باعث ایجی ٹیشن کا آغاز ہوا تھا۔ فرق صرف یہ ہے کہ ایوب خان کے دس سالہ دور حکومت کے بعد یہ تحریک چلی تھی جبکہ موجودہ حکومت کو برسراقتدار آئے ابھی دس ماہ بھی نہیں ہوئے۔ اس اعتبار سے یہ بات خوش آئند ہے کہ تمام علماء نے توہین رسالتؐ کے قانون میں کسی قسم کی تبدیلی قبول نہ کرنے پر اتفاق ظاہر کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ جب تک پرویز مشرف خود ٹی وی پر قوم کے سامنے یہ اعلان نہیں کریں گے کہ حکومت مذکورہ قانون میں کسی قسم کی تبدیلی کا ارادہ نہیں رکھتی ہم اس وقت تک کسی حکومتی یقین دہانی کا اعتبار نہیں کریں گے۔ تاہم میں تمام دینی جماعتوں کے سربراہان اور کارکنوں سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تحریک کو صرف قانون توہین رسالتؐ کے تحفظ تک محدود نہ رکھیں بلکہ عائلی قوانین کو غیر اسلامی شقوں سے پاک کرنے' شریعت اسلامی کے مطابق مرتد کی سزا کے نفاذ اور آئین میں موجود اسلامی قوانین کو ان کی صحیح روح کے ساتھ نافذ کرنے کو بھی اپنی تحریک کے مقاصد میں شامل کیا جائے کیونکہ اگر ہم نے مرتد کی شرعی سزا کا نفاذ نہ کیا تو ملک میں عیسائیت اور قادیانیت کے فروغ کے باعث ہمارا حال بھی انڈونیشیا جیسا ہو گا۔ جہاں عیسائیت بہت تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے اور وہاں ہزاروں مسلمانوں کو عیسائیوں نے محض اس جرم کی سزا میں قتل کر دیا کہ وہ اسلامی قوانین کا نفاذ چاہتے ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں دیگر مذاہب کی تبلیغ کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

دوسری طرف حکومت کے لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ وہ مغربی ممالک کی ڈکٹیشن کا راستہ اختیار نہ کرے ورنہ اسے زبردست عوامی مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ پاکستانی عوام میں مذہب کی جڑیں بہت مضبوط ہیں اور وہ مذہب کے خلاف کسی سازش کو برداشت نہیں کریں گے۔ موجودہ حالات میں ہماری معیشت کی بحالی کے لئے واحد قابل عمل راستہ یہی ہے کہ ہم عالمی مالیاتی استعمار کے خلاف علم بغاوت بلند کریں اور ان مالیاتی اداروں سے صاف کہہ دیں کہ ہمارا دین ہمیں سودی لین دین کی اجازت نہیں دیتا اس لئے ہم تمہارے قرضوں پر سود ادا نہیں کر سکتے۔ اور جس طرح امریکہ نے پاکستان کے ساتھ ایف ۱۶ کی فروخت کا معاہدہ کرنے کے بعد اور سودے کی رقم وصول کرنے کے بعد محض اس بنیاد پر اس معاہدے کو منسوخ کر دیا کہ سینٹ میں منظور ہونے والی پریسلر ترمیم اس راہ میں مزاحم ہو گئی تھی تو ہم بھی غیر ملکی قرضوں پر سود کی ادائیگی سے اس بنیاد پر انکار کا حق رکھتے ہیں کہ ہمارے دین میں سود حرام ہے اور ہماری اعلیٰ ترین عدالت نے فیصلہ دیا ہے کہ بنک انٹرسٹ بھی سود ہی کی ایک صورت ہے جو قطعی طور پر حرام ہے۔ یہ فیصلہ حکومت کو آج نہیں تو کل کرنا ہی ہو گا للہذا اس میں تاخیر نہ کی جائے۔ نیز حکومت کے اسلام کی طرف اٹھنے والے اس قدم کی برکت سے پاکستان کے مسلمان اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے لئے ہر نوع کی قربانی دینے اور ہر تکلیف خندہ پیشانی سے جھیلنے کو تیار ہو جائیں گے کیونکہ پاکستان کے عوام کے دلوں میں دین اسلام کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ ○○

قارئین واحباب نوٹ فرمالیں!

پاکستان ٹیلی ویژن پر نشر ہونے والا

امیر تنظیم اسلامی' ڈاکٹر اسرار احمد

کا پروگرام

حقیقت دین

جو Ptv World پر ہر جمعرات کو شام سوا چھ بجے نشر ہوتا ہے' اب Ptv چینل پر ہر اتوار صبح ساڑھے نو بجے بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

بقیہ : محو حیرت ہوں.....

(3) Conway, G. and Toenniessen G, Nature 402 suplement C55-58 (1999)

(4) Simms A, Selling Suicide Farming, False Promises and genetic engineering in developing countries (Christian Aid London, 1999)

(5) Sen A.K, Poverty and Femines. An essay on Entitlement and Peprivation (Oxford University Press, Oxford 1983)

(6) World Bank. Food Security for the world (Statement prepared for the world food summit, 1996)

(7) Agriculture Statistical Year book (Euro stat, Luxembourg, 1996)

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

ثابت ہو گیا کہ ۱۲/۱ اکتوبر کو اٹھائے جانے والا فوجی اقدام امریکی منشا کے مطابق نہیں تھا

نواز شریف اقوام متحدہ میں واضح طور پر اعلان کر چکے تھے کہ وہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کر دیں گے

اپنے مقاصد کے حصول کیلئے امریکی طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ بیک وقت پاکستانی حکومت اور اپوزیشن سے تعلقات استوار رکھتا رہا

دینی جماعتوں کے رہنما پاکستان میں نفاذ اسلام کیلئے منہج انقلاب نبویؐ اختیار کریں مبادا بڑے فیصلے کا دن آجائے

مرزا ایوب بیگ' لاہور

ہم نے ندائے خلافت کے گزشتہ شمارے میں یہ وعدہ کیا تھا کہ امریکہ اپنے مفادات کے حصول اور عالمی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے پاکستان کی سابقہ حکومتوں کو کس طرح استعمال کرتا رہا ہے' موجودہ حکومت کیا کر رہی اور اسے کیا کرنا چاہئے' اس پر اظہار خیال کریں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ امریکہ کو قیام پاکستان کے چند سال بعد ہی پاکستان میں بادشاہ گر کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی۔ ہمارے سیاست دانوں نے بھی اس کی اس حیثیت کو مکمل طور پر تسلیم کر لیا اور امریکہ کے منظور نظر بننے کے لئے ان میں زبردست مسابقت شروع ہو گئی' لہٰذا وہ اکثر اوقات اس دوڑ میں ملکی مفادات کو بھی تج دیتے۔ فوج میں بھی انہی عناصر کو آگے بڑھنے کا موقع ملتا جنہیں امریکہ پسندیدگی کی سند عطا کرتا۔ سیٹو اور سینٹو پیکٹ میں شمولیت کی وجہ سے امریکہ ہماری عسکری قیادت کے بہت قریب آ گیا۔ مشترکہ مشقوں اور ہمارے اعلیٰ فوجی افسروں کی امریکہ میں تعلیم و تربیت سے امریکیوں کو یہ تعلقات انتہائی گہرے اور مضبوط کرنے میں بڑی سہولت حاصل ہو گئی۔ لہٰذا ہماری سیاسی اور عسکری قیادت نے پاکستان میں امریکہ کو طاقت کا سرچشمہ کے طور پر قبول کر لیا۔ ان کا تعلق اسلام سے اتنا گہرا اور حقیقی نہ تھا کہ وہ اللہ کو حقیقی طاقت کا سرچشمہ سمجھتے اور نظام مصطفےٰ کو نافذ کر کے اللہ کی مدد حاصل کرنے کی کوشش کرتے اور نہ ہی وہ جمہوریت پر یقین رکھتے تھے کہ عوام کو طاقت کا سرچشمہ جانتے ہوئے انہیں اپنا پشت پناہ بنا لیتے۔ اگرچہ ہمارے ایک سیاسی لیڈر نے عوامی مسائل کے حوالے سے انقلابی نعرے اپنے منشور میں شامل کئے اور لیڈر مزدوروں کو بغل گیر ہوتا' بچوں کے سروں پر دست شفقت رکھتا اور بوڑھوں سے دعائیں لیتا ہوا اپنی بے شمار تصویریں بنواتا رہا لیکن حقیقتاً یہ دونوں بہروپئے ثابت ہوئے ان میں سے ایک وڈیرہ اور جاگیردار تھا جو اپنی کھال سے باہر نہ آ سکا اور دوسرا سرمایہ دار صنعت کار تھا جو اقتدار کے دوران امریکہ کی چوکھٹ پر سجدہ ریز رہا اور اسی حالت میں اس کے اقتدار کی روح اس کے سیاسی جسم سے پرواز کر گئی۔

تجزیہ

پاک امریکہ تعلقات کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو ایک بات بالکل واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ امریکہ نے ان تعلقات کو اپنے قومی مفاد اور اپنے عالمی ایجنڈے کی تکمیل کے حوالے سے استعمال کیا جبکہ ہمارے قائدین' وہ سیاست دان فوجی تھے جنہوں نے ان تعلقات کو حصولِ اقتدار کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی۔ امریکہ کا طریقہ واردات یہ رہا کہ وہ پاکستان میں صاحب اقتدار اور اپوزیشن دونوں کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھتا تھا۔ وہ صاحب اقتدار سے اپنے اثر و رسوخ سے ایسے کام کرواتا جن سے حکومت عوام میں غیر مقبول اور بدنام ہو جاتی جس سے حاکم کی کرسی کا انحصار مکمل طور پر امریکہ پر ہو جاتا۔ اس کی حیثیت ایک کٹھ پتلی حاکم کی سی ہو جاتی امریکہ اپوزیشن سے اپنے تعلقات کے حوالے سے اسے خوف زدہ کرتا اور اپنے مفادات حاصل کرتا رہتا۔ دوسری طرف امریکہ حاکم کو یہی مشورہ دیتا کہ وہ اپنی کرسی مضبوط کرنے کے لئے اپوزیشن کو دبائے بلکہ کچل دے اس کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ اپوزیشن بلبلاتی ہوئی امریکہ کے دربار میں حاضر ہوتی اور وہ اقتدار دلوانے کے لئے من مانی شرائط پیش کرتا تھا۔

لہٰذا پاکستان میں تیزی سے حکومتیں بدلتی رہیں اور امریکی ہر نئے آنے والے حکمران سے اپنے قومی مفادات کے حصول میں زیادہ آسانی محسوس کرتے۔ البتہ ۱۲/۱ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو اٹھایا جانے والا قدم اب ہر لحاظ سے ثابت ہو گیا ہے کہ یہ امریکی منشاء کے مطابق نہیں تھا۔ نواز شریف اقوام متحدہ میں واضح طور پر اعلان کر چکے تھے کہ وہ ستمبر ۱۹۹۹ء سے پہلے سی ٹی بی ٹی پر دستخط کر دیں گے اور پاکستان اس معاملے میں بھارت کو مثال نہیں بنائے گا۔ امریکی ایجنڈے کے عین مطابق پاکستان بھارت کے ساتھ نہ صرف دشمنی ختم کر دے گا بلکہ اس سے گہرے دوستانہ تعلقات بنائے گا۔ اس سلسلے میں نواز شریف واضح اور عملی اقدام اٹھا چکے تھے۔ اسی دور میں اسرائیل کو تسلیم کرنے کی آواز بھی پاکستان سے بلند ہو چکی تھی اور شنید یہ ہے کہ ایک دینی رہنما کو اسرائیل میں سفیر بنانے کا لالچ دے کر اسے اس سلسلے میں راستہ ہموار کرنے کا ٹارگٹ دیا گیا تھا۔ کشمیریوں کو تھرڈ آپشن دینے کی بات بھی نواز شریف بی بی سی سے ایک انٹرویو میں کر چکے تھے۔ اگرچہ عوامی دباؤ کی وجہ سے انہیں مکر جانا پڑ گیا تھا۔ بہرحال امریکہ نواز شریف کے ذریعے ایک خود مختار کشمیر کی بات آگے بڑھانے میں کامیاب ہو گیا اگرچہ بھارت کی ناراضگی کے خوف سے امریکہ اس سمت مزید پیش رفت نہ کر سکا۔ بالفاظ دیگر نواز شریف امریکی ڈکٹیشن پر حرف بہ حرف عملدرآمد کر رہے تھے۔ دوسری طرف صورت حال یہ تھی کہ پاک فوج یہ سمجھ رہی تھی کہ وسائل کی عدم موجودگی اور حالات کی ناموافقت کی وجہ سے وہ روایتی ہتھیاروں میں اپنے پیدائشی دشمن بھارت سے بہت پیچھے رہ گئی ہے اور مقابلے کی پوزیشن میں نہیں ہے لہٰذا ملکی سلامتی اور دفاع کے حوالے سے پاکستان کی ایٹمی صلاحیت واحد ڈیٹرنٹ ہے اور کسی جنگ کا ایٹمی جنگ میں تبدیل ہو جانے کا خوف بھارت کو مہم جوئی سے روک سکتا ہے۔ لہٰذا سی ٹی بی ٹی پر

دستخط اپنی موت کے پروانے پر دستخط کرنے کے مترادف ہوں گے۔ دوسری انتہائی اہم بات یہ تھی کہ ایک عرصہ سے امریکہ پریسلر ترمیم کی وجہ سے پاکستان کو فوجی نوعیت کی کوئی امداد نہیں دے رہا تھا اور اسلحہ کی فراہمی بند ہونے کی وجہ سے پاکستان کے اعلیٰ فوجی افسروں کی امریکہ آمد و رفت بند ہو چکی تھی جس سے پاکستان کی عسکری قیادت میں امریکہ کا اثر و رسوخ بہت کم ہو چکا تھا یعنی ہماری عسکری قیادت میں امریکہ کے لئے کشش بہت کم ہو چکی تھی۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۲/ اکتوبر کو ہماری عسکری قیادت نے امریکی خواہش اور رجحان کو مسترد کر دیا۔ لیکن فوجی قیادت کو ایسے ملک کی باگ ڈور سنبھالنی پڑی ہے' جو مقروض ہے بلکہ معاشی طور پر بالکل مفلوج اور دیوالیہ ہو چکا ہے جس کی سول بیورو کریسی انتہائی کرپٹ اور انتظامی صلاحیتوں سے بالکل عاری ہے۔ جہاں ٹیکس کلچر رواج ہی نہیں پا سکا۔ جہاں قانون کی حاکمیت کا تجربہ ہی نہیں ہو سکا۔ جہاں بد دیانتی کے بغیر تجارت کا تصور ختم ہو گیا ہے۔ جہاں تعلیمی ادارے تجارتی ادارے بن چکے ہیں جہاں بینک کا مال ہضم کرنا V.I.P. کلچر بن چکا ہے اور سب سے بڑی اور اہم ترین بات یہ کہ جس ملک کا پیدائشی دشمن سرحدوں پر کیل کانٹے سے لیس کھڑا ہو اس ملک کے حاکموں کا عالمی سپریم پاور کی دشمنی مول لے لینا دریا میں رہ کر مگرمچھ سے بیر کے مترادف ہے۔ لہٰذا فوجی حکمرانوں نے یہ پالیسی اپنائی ہے کہ جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت اور بھارت کو ترکی بہ ترکی جواب دینے کے معاملے میں وہ امریکہ سمیت ہر قوت کے سامنے ڈٹ گئی ہے۔ وہ ایٹمی صلاحیت کے معاملے میں بھی کسی سودے بازی پر تیار نہیں لیکن نظریاتی سرحدوں کی پامالی اور مشرقی روایات کے انحراف سے اگر امریکی آشیر باد حاصل ہو جائے تو ہمارے موجودہ حکمرانوں کے نزدیک سودا مہنگا نہیں ہے۔ چنانچہ تحفظ ناموس رسالت کے قانون C-295 میں اگرچہ کوئی تبدیلی کرنے کی جرأت نہیں کی گئی البتہ مغرب کے دیرینہ تقاضے کے مطابق ڈپٹی کمشنر کی اجازت کے بغیر F.I.R کے اندراج کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اور انسانی حقوق اور حقوق نسواں کے حوالے سے مغرب سے آگے نکلنے کے اشارے دیئے جا رہے ہیں۔ یہودی سازش کے تحت اقوام متحدہ میں ہونے والی بیجنگ پلس فائیو کانفرنس میں آگے بڑھ کر اہم رول ادا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ہم اپنی فوجی حکومت پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ان کی ترجیحات نہ صرف الٹی بلکہ غلط ہیں' نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے بغیر جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت ممکن نہیں ہے۔ علاوہ ازیں مادر پدر آزادی اور خاندانی نظام کے خاتمے نے مغرب کو تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے۔ مغرب کا حقیقی دانشور اپنے معاشرے کے اس رخ پر سخت پریشان ہے اور اسے روکنے کے لئے چیخ و پکار کر رہا ہے۔ ہمارا دین اس بے راہروی اور بے ہودگی سے بچنے کی سختی سے تلقین کرتا ہے۔ ایسی صورت میں ہم نے اگر مغرب کی تقلید کی تو مکمل تباہی اور بربادی سے کیسے بچ سکیں گے۔ حکمرانوں کان کھول کر سن لیں کہ امریکہ اور مغرب ہمارے ان اقدامات کو خوش آئند تو کہیں گے لیکن مکمل طور پر مطمئن نہیں ہو سکیں گے کیونکہ وہ مسلمانوں کو اگرچہ بے حیا اور آبرو یافتہ بھی دیکھنا چاہتے ہیں لیکن جس چیز سے وہ اس وقت انتہائی خوفزدہ ہیں اور جس کی وجہ سے اپنے ناجائز بچے اسرائیل کو خطرے میں دیکھتے ہیں وہ واقعتاً ہماری ایٹمی صلاحیت ہے۔ وہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک ہمیں ایٹمی صلاحیت سے عاری کر کے دفاعی لحاظ سے بھی مفلوج اور اپنا محتاج نہیں کر لیں گے۔

پاکستان میں اس وقت دنوں بڑی سیاسی جماعتیں اقتدار سے الگ ہیں اور فوجی حکمرانوں کے احتساب کے شکنجے میں ہیں یہ دونوں سیاسی جماعتیں اگرچہ امریکہ کی ہاں میں ہاں ملانے کو تیار ہیں لیکن یہ دنوں جماعتیں انتخابات کی صورت میں ووٹ تو حاصل کر سکتی ہیں لیکن حکومت مخالف تحریک چلانے کی پوزیشن میں قطعاً نہیں ہیں۔ اور امریکہ موجودہ حکومت کو ڈرانے دھمکانے کے باوجود فوری طور پر انتخابات پر راضی نہیں کر سکا۔ لہٰذا اس وقت یہ دونوں سیاسی جماعتیں امریکہ کے لئے بیکار ہو گئی ہیں۔ مزاحمتی اور تحریکی قوت کسی نہ کسی درجہ میں اب بھی دینی اور مذہبی جماعتوں کے پاس ہے لیکن اس وقت پاکستان میں شاید ایک بھی سیاسی یا غیر سیاسی مذہبی جماعت نہیں ہے جس کی امریکہ کے ساتھ بنتی ہو۔ بلکہ امریکہ دشمن نعرے لگانے میں وہ ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔ لہٰذا امریکہ نے ایک تیر سے دو نشانے لگانے کا پروگرام بنایا ہے وہ موجودہ حکومت کو مذہبی انتہا پسندی کو کچلنے کی صورت میں اپنی حمایت و تائید کا گرین سگنل دے رہا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ پاکستان میں اگر فوج اور مذہبی قوتیں باہم ٹکرا گئیں تو ناقابل تلافی نقصان ہو گا۔

لہٰذا حکومت کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ وہ اللہ کا نام لے کر اور امریکی خوف کو مکمل طور پر دل سے نکال کر نفاذ اسلام کی طرف پیش رفت کرے۔ سب سے پہلے ملکی اور غیر ملکی سود کی ادائیگی فوری طور پر بند کر کے عالمی مالیاتی استعمار کے خلاف اعلان بغاوت کرنا چاہئے۔ اس وقت ہمارے پاس اس کے لئے ایک مضبوط دلیل ہے کہ اگر امریکہ پریسلر ترمیم کی وجہ سے ایف ۱۶ کی رقم وصول کر کے بھی ڈلیوری نہیں دے سکتا تو ہم سپریم کورٹ کے سود کو حرام قرار دینے کے فیصلے کے بعد قانونی طور پر بھی سود کیسے ادا کر سکتے ہیں۔ ہم اگر اپنی سیاست' معیشت اور معاشرت میں اسلام کو بحیثیت نظام کے جاری و ساری کر لیں گے تو ان شاء اللہ امریکہ ہی نہیں ساری دنیا متحد ہو کر بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ یہ بات پورے وثوق اور یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ اگر ہم اللہ پر پختہ ایمان رکھ کر اور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حقیقی اور عملی تعلق جوڑ کر دنیا کی جلائی ہوئی آگ میں کود پڑیں گے تو آج بھی آگ گل و گلزار ہو سکتی ہے۔

یہ تجزیہ مکمل ہونے کو تھا تو یہ خبر پہنچی کہ حکومت نے ناموس رسالت کے قانون میں طریقہ کار کی مجوزہ تبدیلی واپس لے لی ہے۔ اس سلسلے میں دینی جماعتوں کے رہنماؤں کی خدمت میں ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک اپنی کارکردگی کا جائزہ لیں کہ جب بھی انہوں نے اسلام کے نام سے انتخابات میں حصہ لیا ناکامی اور رسوائی کے سوا ان کے ہاتھ کچھ نہیں لگا لیکن اینٹی قادیانی تحریک ہو یا تحریک نظام مصطفیٰ یا ناموسِ رسالت' جب بھی وہ مزاحمت کے لئے میدان میں نکلے انہیں کبھی ناکامی نہیں ہوئی۔

خدارا سوچئے کہ اگر دینی جماعتیں مکمل طور پر اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے متحد' تربیت یافتہ اور منظم ہو کر ایک امیر کی قیادت میں سر پر کفن باندھ کر نکلیں تو کیسے ناکام ہو سکتے ہیں۔ اس بات کا منطقی اور عقلی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پاکستان میں نفاذ اسلام کا طریقہ اگرچہ بالکل واضح ہے لیکن اس کے باوجود جانتے بوجھتے اس پر عمل پیرا نہیں ہوا جا رہا۔ محسوس ہوتا ہے کہ جس نے منہج انقلاب واضح طور پر اور کھول کر بیان کیا ہے وہ چونکہ اپنے قبیل کا نہیں ہے' لہٰذا نوشتہ دیوار کو پڑھنے سے انکار کیا جا رہا ہے۔ ہم دینی جماعتوں کے رہنماؤں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ منہج انقلاب نبوی ﷺ کو پاکستان میں نفاذ اسلام کے لئے اختیار کرنے کا فیصلہ کریں' اس سے پہلے کہ بڑے فیصلے کا دن آ جائے۔

ضرورتِ رشتہ

گریڈ ۱۹ کے سرکاری آفیسر کی ۲۲ سالہ بیٹی' تعلیم انٹر' صوم و صلوٰۃ اور پردہ کی پابند' جسے ایک سال کے اندر بوجوہ طلاق ہو گئی۔ اس کے لئے مناسب تعلیم یافتہ' باروزگار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ دوسری شادی کے خواہش مند بھی رجوع کر سکتے ہیں۔ البتہ پہلی بیوی موجود نہ ہو۔

رابطہ : معرفت عبداللہ شاہین' گلشن کالونی حافظ آباد

☆ ☆ ☆

تعلیم بی ایس سی' بی ایڈ' پابند صوم و صلوٰۃ اور شرعی پردے کی حامل' ۲۶ سالہ لڑکی کیلئے مناسب رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : سید مرید امجد حسین
معرفت حیات میموریل پبلک اسکول
کھروٹہ سیداں تحصیل و ضلع سیالکوٹ فون : 261403

انسان کو انسانیت سے محروم کرنے کی خوفناک شیطانی سازش!!

"بیجنگ پلس فائیو کانفرنس"

جس میں ایک نئی عالمی شریعت سے روشناس کرایا جائے گا

ای۔ میگزین "البلاغ" کے ایڈیٹر خالد بیگ کا رونگٹے کھڑے کر دینے والا چشم کشا مضمون جو "امپیکٹ انٹرنیشنل" مئی کے شمارے میں شائع ہوا۔

اس مضمون کا خلاصہ قبل ازیں ندائے خلافت شمارہ نمبر ۲۰ میں شائع کیا گیا تھا' اب قارئین کے پر زور اصرار پر اسے مکمل صورت میں دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔

جون کے آنے میں کچھ ہی روز باقی ہیں۔ اگر یہ دن خیریت سے گزر گئے اور اس دوران کہیں مسلمانوں کی آنکھ نہ کھل گئی تو جون کے شروع ہوتے ہی اقوامِ متحدہ میں بغیر کسی رکاوٹ کے اخلاق و کردار اور اسلامی معاشرت کو دنیا سے مٹانے کی تیاری مکمل ہے۔ یہ تقریب' جسے بیجنگ پلس فائیو کا لقب دیا گیا ہے' اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کا خصوصی اجلاس ہے' عنوان ہے۔ Women 2000 عورتوں کے دو ہزار سال : مساواتِ مرد و زن' ترقی اور امن برائے اکیسویں صدی۔ یہ خصوصی اجلاس ۵ تا ۹ جون نیویارک میں منعقد ہو گا۔

اجلاس میں رسمی تقاریر کے لئے ہر ایک کو ۵' ۱۰ منٹ کا وقت دیا جائے گا' جبکہ اصل کارروائی پہلے سے مکمل ہے' اسمبلی سے صرف اس نئے بنیادی خاکہ کے اعلان پر دستخط کروانے باقی ہیں جس میں چال چلن' ضابطۂ اخلاق اور ازدواجی معاملات سے متعلق اقوامِ متحدہ کی ہدایات درج ہیں۔ اس طرح جو نیا قانون عمل میں آئے گا اسے تمام قوانین اور مذہبی تعلیمات پر فوقیت حاصل ہو گی اور اس کے نفاذ کے لئے وہی طریق کار اختیار کیا جائے گا جو عراق' لیبیا' سوڈان اور افغانستان کے خلاف عائد پابندیوں کے ضمن میں اختیار کیا گیا ہے۔ تھیلے کے اندر کیا ہے' اس کی ایک جھلک خصوصی اجلاس کے لئے ابتدائی کمیٹی کی ۲۰/ اپریل ۲۰۰۰ء کو پیش کردہ دستاویز کے حوالہ جات سے پیش خدمت ہے۔

اقوامِ متحدہ کی جانب سے گزشتہ کئی دہائیوں سے یہ یقین دہانی کرائی جا رہی ہے کہ ہم جن چیزوں کو قابل نفرت سمجھتے ہیں اور انہیں گناہ اور جرم سے تعبیر کرتے ہیں وہ درحقیقت انسان کا بنیادی حق ہے۔ ایسی بے شمار دستاویزات موجود ہیں جن میں جنسی رجحان Sex Orientation کی بناء پر امتیاز برتنے کی مذمت کی گئی ہے۔ مثلاً پیرا نمبر 102h کے ذیل میں درج حکم نامہ ملاحظہ ہو :

> "ایسے قوانین' اعمال اور قواعد و ضوابط کو فروغ دیں اور ان کی تعمیل کرائیں جن سے جنس' نسل یا زبان' مذہب یا عقیدہ' معذوری' عمر یا جنسی رجحان کی بناء پر پائی جانے والی تفریق کی نفی ہو اور اس کا خاتمہ ہو سکے۔"

اس حکم نامے کو آخری شکل میں یوں جاری کیا جا رہا ہے :

> 102J : جنسی رجحان کی بناء پر پائی جانے والی تفریق کو ختم کرنے کے لئے کارروائی کریں۔ ایسے قوانین پر نظر ثانی کریں یا انہیں منسوخ کریں جو ہم جنسی کو جرم قرار دیتے ہیں' اس لئے کہ ایسے قوانین سے جو فضا پیدا ہوتی ہے اس میں ان عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک اور تشدد کو ہوا ملتی ہے جو نسوانی ہم جنسیت میں ملوث ہیں یا ملوث ہو سکتی ہیں۔ لہٰذا ان کے خلاف اس طرح کے تشدد اور ازیت کا تدارک ضروری ہے۔

یہاں بغیر کسی وضاحت کے یہ بھی درج ہے کہ مختلف سماجی' سیاسی اور معاشرتی حلقوں میں لوگوں نے کئی طرح کی گھریلو زندگی اختیار کر رکھی ہے۔ جو لوگ اقوامِ متحدہ کی بولی سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ "کئی طرح کی گھریلو زندگی" سے مراد ہم جنس عورتیں Lesbian' ہم جنس مرد Gays اور غیر شادی شدہ جوڑے ہیں۔

اس کوشش کا اصل مقصد گھر کی چار دیواری میں نقب لگانا ہے۔ ماہرین نے خاندان کے ادارہ کو مضبوط کرنے کے بہانے اس میں رخنہ پیدا کرنے اور اسے بگاڑنے کے لئے نئی راہیں نکالی ہیں۔ تاکہ میاں' بیوی کے درمیان رفاقت Complementry کے تعلق کو مسابقت Competitive میں تبدیل کر کے ان کی نجی زندگی میں دخل اندازی کی جا سکے۔ چنانچہ انہوں نے نیکی اور بدی کا تصور ہی بدل دیا ہے۔ انہیں عورتوں کا کتنا غم ہے' اندازہ کیجئے! کہتے ہیں :

> "عورتوں کو محنت مزدوری اور گھریلو کام کاج کے علاوہ افزائش نسل کا جو دہرا کام کرنا پڑتا ہے اس کا اعتراف نہ کرنے کا یہ نتیجہ ہے کہ دنیا میں عورتوں پر کام کے زیادہ بوجھ اور ان کے ساتھ غیر مساویانہ شراکت پر مستزاد مسلسل بڑھتے ہوئے بلامعاوضہ کام کے بوجھ اور بچے پیدا کرنے کی اجرت سے محرومی کا سلسلہ ختم ہونے کو نہیں آ رہا۔ عورتوں میں غربت کم کرنے کی جو بھی کوشش کی جاتی ہے وہ غیر موثر ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا اب وقت آ گیا ہے کہ عورتوں کو گھر کے کام کاج اور افزائش نسل کے کام کا پورا معاوضہ دیا جائے"۔

آپ کو یاد ہو گا یہ وہی ماہر حضرات ہیں جنہوں نے طوائفوں کے لئے "جنسی کارکن" (Sexual Workers) کی اصطلاح وضع کی ہے اور کہا ہے کہ ان کے حقوق کی مکمل پاسداری کریں۔ اور اب کہتے ہیں : "جب تک مرد روزمرہ کاموں اور ذمہ داریوں میں پوری طرح شریک نہیں ہوتے اور بامعاوضہ اور گھریلو کام کاج آپس میں گڈمڈ رہتے ہیں' عورتوں پر کام کا بوجھ کم نہیں ہو گا' نیز جنس اور عمر کے حوالے سے معلومات کا فقدان بھی عورتوں کے بلامعاوضہ کام کا جائزہ لینے میں رکاوٹ ہے۔ یہ یاددہانی بھی کرائی گئی ہے کہ گھریلو کام میں عورتوں کی ذمہ داریاں غیر مساوی ہیں۔ اس عدم توازن کو درست کرنے کے لئے مناسب لائحہ عمل اور پروگرام ترتیب دیئے جائیں۔ اس کا ابلاغ کیا جائے اور اس کے مطابق

قانون سازی کی جائے"۔ ان باتوں سے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ تعلیم نسواں پر زور دینے کے پیچھے ان کا اصل محرک کیا ہے۔

خواتین کو گھر کا کام کاج نہ کرنے پر اکسانے کا حکم صادر کرتے ہوئے کہا گیا:

"عوام کو آگاہ کرنے کے لئے ایسے پروگرام ترتیب دیئے جائیں جن سے مردوزن کی گھریلو ذمہ داریوں اور کام کاج میں مساوی شرکت کے اصول پر رائے عامہ ہموار ہو۔"

انہوں نے ایک نیا جرم بھی متعارف کرایا ہے یعنی "ازدواجی زنا بالجبر" (marital rape) اور مطالبہ کیا ہے کہ فیملی کورٹس قائم کئے جائیں جو بیویوں کو شوہروں کے اس جبر سے تحفظ دیں۔

ملاحظہ ہو پیرا نمبر (m) 56 '103C : فیملی کورٹس قائم کئے جائیں اور قانون سازی کی جائے جو ایسے فوجداری معاملات کا جائزہ لے جن کا تعلق گھریلو تشدد بشمول ازدواجی زنا بالجبر اور جنسی تشدد سے ہو اور ایسے معاملات میں فوری انصاف مہیا کیا جائے۔

مغربی مصنف ناواقفیت کی بناء پر اسلام کے قانون وراثت کو بھی تنقید کا ہدف بناتے رہے ہیں۔ اب اقوامِ متحدہ تنقید سے بڑھ کر تحکیم تک جا پہنچی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ "ممبر ممالک ایسی قانون سازی کریں جس سے عورتوں کو معاشی وسائل میں' جن حق ملکیت اور مساوی حق وراثت شامل ہیں' مردوں کے برابر حقوق حاصل ہوں۔

اقوامِ متحدہ کی یہ کارروائی عورت کو زنا' فحاشی اور اسقاطِ حمل کے حق سے نوازنے کے مترادف ہے۔ جس کے بارے کہا گیا ہے کہ اس ضمن میں کافی "پیش رفت" کے باوجود ابھی بہت سا کام کرنا باقی ہے کیونکہ ابھی

"عورتوں اور لڑکیوں کے افزائش نسل کے حقوق کو عام انسانی حقوق کا درجہ حاصل نہیں ہو سکا جو بیجنگ ڈیکلریشن کے پیراگراف ۹۵ میں مذکور ہیں"۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ پچھلے چند سالوں میں مسلم حکومتیں اس غیر اخلاقی' غیر اسلامی اور خانہ خرابی کے چیلنج کا سامنا کرنے میں ناکام رہی ہیں۔ انہوں نے اپنے دینی اور ایمانی فرائض سے چشم پوشی کا رویہ اختیار کیا اور اس بُرائی کے ایجنڈے کو نظر انداز کئے رکھا۔ انہوں نے خفیف سے انداز میں جن ایک آدھ تحفظات کا اظہار کیا تھا ان میں کچھ ردوبدل کے باوجود یہ نام نہاد سوشل انجینئر' اپنا ایجنڈا آگے بڑھانے میں کامیاب رہے ہیں۔ چنانچہ اب ان سے یہ تحفظات بھی ختم کرنے کیلئے کہا جا رہا ہے۔ نیا حکم یہ ہے۔

152d : عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمہ کے لئے کئے گئے معاہدہ پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں اس بارے میں آپ کے جو تحفظات ہیں انہیں کم کریں اور معاہدہ سے مطابقت نہ رکھنے والے تحفظات واپس لیں۔

102d : تمام مروجہ اور زیر غور قانون سازی پر نظر ثانی کریں اور انہیں عورتوں کے خلاف امتیاز کے خاتمے کے لئے معاہدے سے ہم آہنگ بنائیں ان پر عمل درآمد یقینی بنائیں۔

ایک اسلامی معاشرہ کو اندر سے تباہ کرنے کے لئے اس سے زیادہ شیطانی' خبیث اور فاسد پروگرام کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ لوگ اپنا معاشرہ تباہ کرنے کے بعد اب ہمارے درپے ہیں' حالانکہ ان کے نام نہاد ترقی یافتہ معاشرہ میں جو خرابیاں ہیں وہ ان کی اپنی پیدا کردہ ہیں' باہر سے کسی نے نہیں ٹھونسی۔ یہ خرابیاں ان کی مادہ پرستانہ اور اباحیت پسندی کا نتیجہ ہیں جنہیں اب اقوامِ متحدہ کے ذریعے بقیہ دنیا کو بالجبر برآمد کرنا چاہتے ہیں۔

یہ بہروپئے اب تک خاصی کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ عمدہ فنکاری اور نفیس پروپیگنڈہ کے ذریعے بغیر کسی مزاحمت کے معاملہ بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ انہوں نے یہ جھوٹ بولا کہ اصل میں آبادی کو کنٹرول کرنا ہے اور ہم نے سے سچ سمجھا حالانکہ یہ کام بھی اللہ کو پسند نہیں۔۔ ان کا حقوقِ نسواں کے علمبردار ہونے کا جھوٹا دعویٰ بھی ہم نے من و عن قبول کر لیا اور یہ نہ دیکھا کہ وہ عورتوں کے نئے حقوق تلاش کر رہے ہیں' نیکی' بدی کی نئی تعریف اور ایک نئی شریعت ایجاد کر رہے ہیں۔

جب پاکستان کی فوجی حکومت نے یہ اعلان کیا کہ نئی مقامی حکومتوں میں عورتوں کو پچاس فیصد نمائندگی دی جائے گی تو کسی نے یہ گمان نہیں کیا کہ یہ ورلڈ بینک کا حکم ہے۔ جب پاکستانی وزارتِ قانون نے اقوام متحدہ کے حکم پر غیرت کے نام پر قتل کو قتل عمد قرار دیا گیا تو اس پر بھی کوئی آواز بلند نہ ہوئی۔

اقوام متحدہ میں جہاں مسلمانوں کی سرے سے کوئی نمائندگی نہیں یہی کچھ ہوتا ہے۔ قاہرہ کانفرنس (۱۹۹۴ء) کے موقع پر مسلم امہ میں کچھ چہ میگوئیاں ہوئیں لیکن بعد میں سب اسے بھول گئے اور اقوامِ متحدہ کا منصوبہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہا۔

بوسنیا ہرزوگوینا' کوسوو اور جموں و کشمیر میں مسلم امہ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی تو حفاظت نہیں کر سکی لیکن اقوامِ متحدہ میں اپنی ناکامی کو کیا کہے گی جو قرآن وسنت کے ہر حکم کی خلاف ورزی پر منتج ہے۔ مسلمانوں کو ایک بہت بڑے فتنہ کا سامنا ہے۔ اگر وہ اسے ختم نہ کر سکے تو انہیں اسلام کا نام ہی بھول جانا چاہئے۔

(ترجمہ : سردار اعوان)

خبر نامہ اسلامی امارت افغانستان

ضربِ مؤمن' ۱۲ تا ۱۸ مئی ۲۰۰۰ء

اقوام متحدہ کی پابندیوں کے باوجود اللہ نے رزق کے دروازے کھول دیئے

ہرات کا صوبہ اقتصادی لحاظ سے ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلام قلعہ اور تورغنڈی کی سرحدوں پر قومی تجاروں کی جانب سے روزانہ مختلف اموال کی درآمد و برآمد کا سلسلہ جاری ہے۔ اسلامی امارت نے تاجروں کو ہر ممکن سہولیات مہیا کرنے کے مواقع فراہم کردیئے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار گورنر ہرات ملا خیر اللہ خیر خواہ نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری خواہش ہے کہ ایران اور ترکمانستان کے ساتھ قائم تجارتی تعلقات مزید مستحکم ہوں۔ ملا خیر اللہ خیر خواہ نے کہا کہ اسلامی امارت تمام ہمسایہ ممالک کے ساتھ دوستانہ اور خوشگوار تعلقات قائم کرنے کی خواہاں ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ایران نے تجارتی سطح پر اسلامی امارت کے ساتھ کافی حد تک تعلقات استوار کرلئے ہیں فی الوقت ایران کا ایک وفد ہرات میں ہے اور مختلف اشیاء کی درآمد و برآمد کے بارے میں مفید بات چیت ہو رہی ہے۔ ایران نے ہرات میں اپنا قونصلیٹ کھول دیا ہے جو باقاعدہ کام کر رہا ہے اسی طرح ترکمانستان کے ساتھ ہرات کو بجلی فراہم کرنے کا معاہدہ ہو چکا ہے اور اس پر کام جاری ہے۔

اسلام میں قیدیوں پر بے جا تشدد کا کوئی تصور نہیں ○ مفتی حبیب حقانی

عالمی ریڈ کراس اور افغان ہلال احمر کی طرف سے منعقدہ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مولوی صدر اعظم نے کہا کہ اسلام ترحم اور شفقت کا دین ہے۔ اسلام اپنے پیرو کاروں کو انسانوں پر ظلم و ستم کرنے سے منع کرتا ہے اور ایک فلاحی معاشرے کی تشکیل کی طرف بلاتا ہے۔ "اسلام میں قید و بند اور غلامی" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے صوبائی محکمہ تعلیم کے سربراہ مفتی حبیب حضرت حقانی نے کہا کہ اسلام ہمدردی اور ترحم کا سبق دیتا ہے اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں مکمل اصول و ضوابط اسلام میں موجود ہیں۔ قیدیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کے حوالے سے قرآن کریم میں کئی جگہ ارشاد کیا گیا ہے۔ کافروں کو غلام بنانا فرض ہے نہ سنت نہ واجب اور نہ ہی مستحب بلکہ یہ امر مباح ہے البتہ غلامی کے بعد بھی آزادی کے فضائل اور ترغیبات موجود ہیں۔

دنیا کی زرعی اجناس پر کنٹرول حاصل کرنے کی سازش

اب کاشت کاروں کو جی ایم (Genetically Modified) بیج استعمال کرنا ہوگا

تحریر: محمد راحیل ملک' سوئٹزرلینڈ

انسان' حیوانات' پودوں اور جراثیم کی ساخت میں خلیہ یا Cell بنیادی بلڈنگ (بلاک) کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان نامیاتی خلیوں کے افعال ان میں موجود ایک کیمیائی مادہ سے کنٹرول ہوتے ہیں جسے ہم ڈی۔ این۔ اے (DNA) کہتے ہیں۔ یہ مادہ وراثتی طور پر اگلی نسل کے خلیوں کو بھی منتقل ہوتا ہے۔ آج کل وہ ٹیکنالوجی دستیاب ہے جس سے اس DNA میں حسب منشاء تبدیلی لائی جا سکتی ہے اور یہ تبدیل شدہ DNA دوبارہ خلیوں میں داخل کیا جاتا ہے۔ تو اب یہ خلیے' ٹشوز یا اجسام مستقل طور سے تبدیل شدہ' افعال سرانجام دینے لگتے ہیں۔ زرعی شعبہ میں اس ٹیکنالوجی کی بنیاد پر نئی اقسام کی اجناس اور فصلوں کو بنایا گیا ہے جنہیں جینیاتی طور سے تبدیل فصلیں (Genetically Modified) یا جی۔ ایم فصلیں کہتے ہیں۔ اس کی سادہ سی مثال GM ٹماٹر ہے۔ ٹماٹر میں قدرتی طور سے موجود ایک انزائم Enzyme ہوتا ہے جو ٹماٹر کو پکنے کے بعد گلا دیتا ہے' تاکہ اس کے بیج بکھر کر اپنی افزائش کر سکیں۔ DNA ٹیکنالوجی سے اس Enzyme کو غیر فعال بنا دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ ٹماٹر اب بہت طویل عرصہ تک عام درجہ حرارت پر بھی گلنے سے محفوظ رہتا ہے۔ اسی طرح مکئی' سویا بین اور دیگر اجناس میں جو تبدیلیاں لائی گئی ہیں اس سے اُن میں پیداواری صلاحیت' غذائیت اور جراثیموں سے بچاؤ کی صلاحیت میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا ہے۔ لیبارٹری کے تجربات کے بعد اب یہ GM فصلیں محدود پیمانے پر کاشت ہو رہی ہیں۔

ان فصلوں کے انسانی صحت' ماحولیات' حیاتی تنوع (Biodiversity) پر کیا دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔ یہ بحث آج کل حیات دانوں (Biologists) میں خوب گرم ہے۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک کی حکومتیں ان GM فصلوں کی عمومی کاشت کی اجازت دینے میں بہت محتاط ہو گئی ہیں۔ ان GM فصلوں کی کاشت کے حق یا مخالفت میں دلائل کا ایک انبار لگا دیا گیا ہے۔ اسی سلسلے میں ان فصلوں کی کاشت کے حامی کہتے ہیں کہ بھوک اور افلاس کی اس دنیا میں' جہاں ہر سال لاکھوں افراد قلت خوراک' ناقص غذا اور فاقوں سے مرتے ہیں' GM فصلوں کی وجہ سے خوراک میں اضافہ اس کے حل میں مددگار ثابت ہوگا۔ جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اصل مسئلہ غذائی پیداوار کا نہیں بلکہ اس کی منصفانہ تقسیم کا ہے[1]۔

متعدد سائنسی تخمینے اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ آج بھی دنیا میں غذائی پیداوار اس سے زیادہ ہے کہ کرۂ ارض پر موجود ہر شخص کا پیٹ بھر سکے' پھر بھی لوگ بھوک اور غذائی قلت کا شکار ہو کر مرتے ہیں[۲،۳،۴]۔

نوبل انعام یافتہ ماہر معاشیات امرتیا سین کا کہنا ہے کہ اس جدید دنیا میں اس بھوک کی وجہ غربت و افلاس ہے نہ کہ غذائی قلت[۵]۔ مثال کے طور پر ۴۶-۱۸۴۵ء کے دوران برطانیہ میں واقع ہونے والے غذائی قحط میں صرف ہمسایہ ملک آئرلینڈ سے برآمد ہونے والی خوراک اس قدر تھی کہ ہر شخص کا پیٹ بھر سکے۔ اس طرح ۱۹۷۴ء میں بنگلہ دیش میں سیلاب کی وجہ سے قحط سالی نے ۱۵ لاکھ افراد کی جان لے لی۔ جبکہ اس سال زرعی پیداوار پچھلے اور آئندہ سالوں کے مقابلے میں زیادہ ہوئی تھی۔ سیلاب کی وجہ سے عمومی بیروزگاری نے لوگوں کے اندر اتنی سکت باقی نہ رہنے دی کہ وہ مناسب غذا خرید کر اپنا پیٹ بھر سکتے۔ اب تو ورلڈ بنک جیسے خون چوس ادارے کو بھی یہ کہنا پڑا ہے۔

(۱۹۶۶ء کی رپورٹ) "بھوک کا خاتمہ صرف اور صرف غریب کی "قوت خرید" بڑھانے سے ممکن ہے"[۶]

The problem of hunger can only be solved by "redistributing purchasing power" to the hungry.

اچھا چلئے آئندہ کی سوچتے ہیں۔ ۲۰۴۰ء میں دس بلین کی آبادی کے لئے خوراک کہاں سے آئے گی؟ جبکہ آج دنیا کی آبادی صرف چھ بلین ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ آج بھی کرہ ارض پر پیدا ہونے والی خوراک کی مقدار دس بلین افراد کا پیٹ بھرنے کے لئے کافی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان انسانی غذائی فصلوں کا بیشتر حصہ جانوروں کی خوراک میں استعمال ہوتا ہے۔ امریکہ اور دیگر مقامات پر یہ کل خوراک کا ۸۰% فیصد ہے[۷]۔ اگر اس زیر کاشت اراضی پر انسانی خوراک کے حصول کے لئے فوری طور سے دگنا اضافہ بھی کیا جائے (یعنی ۱۲ بلین آبادی کی خوراک) تب بھی ۴۰% فیصد زیر کاشت اراضی کی پیداوار جانوروں کے لئے میسر ہوگی۔ اور اس سے دودھ اور گوشت کے حصول کے لئے جانوروں کی آبادی پر بہت کم اثر پڑے گا' کیونکہ ان جانوروں کے گزارے کے لئے غیر فصلی غذا مثلاً گھاس وغیرہ کافی مقدار میں میسر ہیں۔

اس سادہ سے تجزیئے میں ان حقائق کو بھی شامل کریں کہ اس وقت بھی امریکہ' آسٹریلیا اور یورپ وغیرہ میں بعض کاشتکاروں کو غذائی اجناس کاشت نہ کرنے کا معاوضہ دیا جاتا ہے تاکہ منڈی میں رسد اور طلب کے اصول کی بنیاد پر قیمتوں میں استحکام رہے اور غذائی اجناس کی پیداوار اور ضرورت میں توازن رہے۔ اس کے باوجود امریکہ جیسے ملک کو اپنی ضروریات سے زیادہ پیدا ہونے والی خوراک کو تلف کرنے کا تردد کرنا پڑتا ہے۔ رہا ہم جیسے غریب ممالک کا حال تو یہاں بھی ہم کل قابل کاشت زمین کے کتنے حصے پر کاشت کرتے ہیں۔

GM فصلوں کی کاشت کے جواز اور عدم جواز کی اس بحث میں اس پہلو کو بھی سامنے رکھیں کہ موجودہ سائنسی و تکنیکی ترقی اور اس کے نتیجے میں جو ایجادات اور اختراعات سامنے آ رہی ہیں ان کے استعمال پر کنٹرول انہی عالمی سرمایہ دارانہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کا ہے جن کا اصل ہدف زیادہ سے زیادہ سرمایہ کمانا ہے۔ مثلاً اس GM غذاؤں کے قصے میں جن کاشتکاروں نے روایتی فصلوں کی بجائے مہنگے داموں والی GM فصلیں کاشت کیں ان کی مجموعی آمدنی ان فصلوں پر کم و بیش وہی رہی جو وہ اس سے پہلے حاصل کر رہے تھے۔ اور اس طرح اضافی منافع ان کمپنیوں کی جیب میں چلا گیا۔ مزید برآں GM فصلوں پر اجارہ داری کا عالم یہ ہے کہ اب ایسی GM فصلیں تیار کی جا رہی ہیں جن سے کاشتکاروں کو آئندہ فصل کے لئے از خود کار آمد بیج میسر نہ آ سکے گا۔ انہیں ہر بار انہی ملٹی نیشنل کمپنیوں سے فصلوں کے مہنگے بیج خریدنے پڑیں گے۔ آئندہ چند سالوں میں جب اس ٹیکنالوجی کو غریب ممالک تک ترغیب' لالچ اور سازش سے پہنچانے کے بعد جب روایتی فصلیں خارج از کاشت ہو جائیں گی تو اپنی زرعی پیداوار کے لئے یہ غریب ممالک زمین اور دیگر تمام وسائل ہونے کے باوجود ان ملٹی نیشنل کے کتنے محتاج ہوں گے؟

حواشی

(1) *Latham J.R. 404, 222 (2000)*

(2) *Trewaves A, Nature 402, 231-232 (1999)*

(باقی صفحہ ۴ پر)

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

اُسرہ اوچ کے دعوتی پروگرام

اُسرہ اوچ کے زیر اہتمام ہفتہ وار پروگراموں کا انعقاد باقاعدگی سے ہوتا ہے۔ ان پروگراموں میں خطاب جمعہ' درسِ قرآن اور ہر جمعرات کو نمبروار کسی مسجد میں مغرب تا عشاء بیان ہوتا ہے۔ جن امور پر بیان ہوتا ہے اس میں عبادت رب' شہادت علی الناس اور اقامت دین سرفہرست ہیں۔ اب تک جن مساجد میں بیانات ہوئے ہیں ان میں مدنی مسجد' بلال مسجد' عائشہ مسجد' میاگان چم مسجد' شاہی مسجد' شابیہ مسجد' ملاتڑد مسجد' ڈاکٹر صاحب مسجد اور گل باغ مسجد شامل ہیں۔ ان مساجد میں مقامی لوگوں کے سامنے درج بالا اہم موضوعات پر بیان ہوئے۔ لوگوں نے بڑی دلچسپی کے ساتھ بیانات سنے۔ بیان کے بعد لوگ سوال بھی کرتے ہیں چونکہ اوچ کی آبادی کافی بڑی ہے اس لئے مساجد میں لوگوں کا رش بھی ہوتا ہے۔ پھر لوگوں میں تعلیم کا تناسب بھی نسبتاً زیادہ ہے۔ اس لئے وہ جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ بیانات سننے کے لئے مساجد میں آتے ہیں اور جم کر بیٹھتے ہیں۔ ۱۳ اپریل کو اُسرہ اوچ کے دعوتی پروگرام کا انعقاد ملاتڑد مسجد میں ہوا۔ مغرب کے بعد مولانا حقانی نے عبادت رب اور مسلم امت کو درپیش مسائل کے موضوع پر تقریباً ۷۰ افراد سے خطاب کیا۔ انہوں نے عبادت رب کے انفرادی اور اجتماعی تقاضوں کے نہ پورا کرنے کو مسلم امت کے مسائل کا سبب بتایا۔ مجمع میں خاص طور پر تعلیم یافتہ افراد کو انہوں نے دعوت فکر دی کہ وہ اٹھیں اور جدید دور کے تقاضوں کے عین مطابق قرآن کو اپنا امام و رہنما بنائیں کیونکہ قرآن ہی وہ واحد کتاب ہے جو موجودہ مسائل میں گری امت مسلمہ کو نکال سکتا ہے۔

دوسرا پروگرام ڈاکٹر اقبال حقانی صاحب کی مسجد میں تھا۔ مولانا حقانی نے روزمرہ زندگی میں ایک بندۂ مومن پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں' کے موضوع پر تقریباً آدھا گھنٹہ خطاب کیا۔ آپ نے کہا کہ اس وقت یہود و ہنود کی سازشوں کی وجہ سے ایک عام فرد دین سے بہت دور ہوگیا ہے۔ دین کے حوالے سے تقاضوں کو بھول چکا ہے۔ لہٰذا اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے جگا کر وہ تقاضے یاد دلائے جائیں جن پر اس کی نجات اخروی اور فلاح دنیوی کا دارومدار ہے۔ پروگرام میں تقریباً ۱۳۰ افراد نے شرکت کی۔

تیسرا پروگرام علاقہ اوچ کے بالکل انتہائی سرحد پر واقع مسجد جامع گلی باغ میں ہوا۔ اس پروگرام کا موضوع تھا "دین و مذہب کا فرق"۔ غلام اللہ خان حقانی نے دین کتاب و دین سماج کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرکے قرآن و حدیث کے رو سے واضح کیا کہ آج جس دین پر ہم مسلمان زندگی گزار رہے ہیں وہ دین کتاب نہیں' بلکہ دین سماج ہے۔ معاشرے نے اپنے لئے کچھ پیمانے مقرر کر رکھے ہیں۔ انہی پیمانوں پر اسلام لکھ کر سماج میں مشہور کیا ہے کہ یہ اسلام ہے۔ اور اس میں دنیا اور آخرت کی کامیابی مضمر ہے۔ آپ نے دین کتاب اور دین سماج کا موازنہ کرکے لوگوں کو دعوت فکر دی کہ وہ دین سماج کو چھوڑ کر دین کتاب کے ساتھ وابستگی استوار کریں۔ اس لئے کہ حقیقی نجات و فلاح اسی میں مضمر ہے۔ (رپورٹ : لیاقت علی)

انجمن خدام القرآن ملتان کے زیر اہتمام
تفہیم دین پروگرام کی روداد

کوئی بھی جماعت خواہ وہ دینی ہو یا سیاسی' مذہبی ہو یا اصلاحی اس کا فکر اور طریقہ کار جتنا اعلیٰ اور منظم ہو گا عوام میں اس کی جڑیں مضبوط کرنے کا سبب بنتا ہے۔ کسی بھی پروگرام کا بروقت ہو جانا اس کی کامیابی کی دلیل ہوتی ہے۔ بشرطیکہ کارکنان اپنے اپنے فرائض ادا کرنے میں کسی کوتاہی یا غفلت کا مظاہرہ نہ کریں۔

سالانہ اجتماع سے واپسی کے ساتھ ہی اس پروگرام کی تیاریوں کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ ہینڈ بلز' کارڈز اور اخباری اشتہارات کے ذریعے پروگرام کی تشہیر کی گئی۔ انجمن خدام القرآن ملتان کے زیر اہتمام تفہیم دین پروگرام کا انعقاد ۱۱ تا ۱۴ اپریل ۲۰۰۰ء کو ہوا۔ روزانہ بعد نماز عصر تا عشاء دو لیکچرز ہوتے تھے جن کے درمیان بعد نماز مغرب شرکاء کی خدمت میں چائے بھی پیش کی جاتی رہی۔

مورخہ ۱۱ اپریل بروز منگل اس پروگرام کے پہلے مدرس جناب انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب تھے۔ شہر ملتان میں محترم فاروقی صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ موصوف نے بعد نماز عصر حقیقت ایمان پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ کسی شخص کے دل میں خواہ وہ ان پڑھ ہو یا پڑھا لکھا قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کرنے سے ہی ایمان پیدا ہوتا ہے۔ قرآن مجید سب کے لئے حقیقی ایمان کا منبع اور سرچشمہ ہے۔ روز قیامت حقیقی ایمان کی بنیاد پر سزا و جزا کا فیصلہ ہو گا۔ بعد نماز مغرب انہوں نے حقیقت دین کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان اور جہاد آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ جتنا جس کے اندر حقیقی ایمان ہو گا اس کے عمل سے اتنا جہاد بھی ظاہر ہو گا۔

مورخہ ۱۲ اپریل بروز بدھ کو محترم ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب نے حقیقت بندگی اور حقیقت زندگی پر مفصل خطاب کیا۔ موصوف نے حقیقت زندگی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان یہاں پر اپنی دنیاوی خواہشات کے پیچھے لگ کر اپنی آخرت کو بھول جاتا ہے۔ اسی دنیوی زندگی' عیش و آرام کو اپنی زندگی کا مرکز و محور بنا کر پوری توانائی لگا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح کیا ہے کہ ایسے لوگ ناکام و نامراد ہیں اور قیامت کے دن ان کے لئے ترازو بھی نہیں لگایا جائے گا اور ان کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ موصوف نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر رکھے اور ایمان کی سلامتی پر زندگی کا خاتمہ ہو اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسان حساب کتاب لے تو اس سے بڑھ کر ہماری کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے۔

تیسرے روز نائب امیر پاکستان جناب حافظ عاکف سعید صاحب نے قرب الٰہی کے تقاضے کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ انسان حقیقی ایمان اور عمل صالح کی بناء پر درجۂ ولایت پر پہنچ سکتا ہے اور اللہ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ انسان ہر قسم کے شرک سے بالاتر ہو کر قرب خداوندی حاصل کر سکتا ہے' بشرطیکہ انسان اپنا خلوص اور استقامت ثابت کر دے۔

بعد نماز مغرب امیر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے "رمضان' قرآن اور پاکستان" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ جس میں انہوں نے قیام پاکستان کو ایک معجزہ قرار دیا اور فرمایا کہ احادیث نبویہ کی روشنی میں ان شاء اللہ اس خطے میں اسلام کا مستقبل روشن ہو گا۔ انہوں نے فرمایا کہ گزشتہ چار صدیوں میں مجددین اسلام کا مرکز برصغیر پاک و ہند رہا ہے۔ جس میں مجددین نے اپنی زندگیاں اسلام کے لئے وقف کر دیں تھیں جن میں مجدد الف ثانی' شیخ احمد سرہندی' شاہ ولی اللہ' سید احمد بریلوی' مولانا الیاس' علامہ اقبال اور مولانا مودودی قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ ہم اور ہماری تحریک بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ لہٰذا امت مسلمہ کو چاہئے کہ وہ ہر قسم کے اختلافات اور مسالک سے بالاتر ہو کر قرآن سے جڑ جائیں اور نہ صرف پاکستان میں بلکہ عالمی نظام خلافت کے قیام میں بھی اپنا کردار ادا کریں۔

مورخہ ۱۴/ اپریل کو امیر محترم نے قرآن اکیڈمی قرطبہ کمپلیکس ملتان کینٹ میں خطاب جمعہ فرمایا۔ الحمدللہ کہ ملتان میں دوسری قرآن اکیڈمی بھی مکمل ہو چکی ہے جس پر امیر محترم نے احساس تشکر کے جذبات کا اظہار کیا اور کہا کہ مسلمانان پاکستان کو اپنی ذمہ داری سے آگاہ ہونا چاہئے کہ پاکستان واحد ملک ہے جو پوری دنیا میں صرف اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے اور یہود و نصاریٰ اس ملک کو بھی سیکولر ریاست بنا دینا چاہتے ہیں لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان میں اسلام کا نفاذ ہونا چاہئے۔

اسی روز بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی' ۲۵۔ آفیسرز کالونی میں امیر محترم نے "پاکستان کا مستقبل روشن یا تاریک؟" کے موضوع پر ۲ گھنٹے کا مفصل خطاب فرمایا جس میں انہوں نے فرمایا کہ آج پاکستان واقعتا دوراہے پر کھڑا ہے۔ امیر محترم نے پاکستان کا منظر و پس منظر کی خوب وضاحت کی اور ۴۷ء تا ۷۷ء پہلے ۳۰ سال اور ۷۷ء تا ۹۲ء ۱۵ سال اور ۹۲ تا ۲۰۰۰ء ساڑھے سات سال کے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت ہماری معیشت کی فی الواقع موت واقع ہو چکی ہے اور اس کو مصنوعی سانس کے ساتھ زندہ رکھا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آج امریکہ نے

پاکستان کو دھوپ میں کھڑا کر دیا ہے۔ آج امریکہ کو ہماری ضرورت نہیں رہی کیونکہ روس کا خاتمہ ہو چکا ہے اور پوری دنیا یک محوری (Uni Poler) بن چکی ہے۔ اب امریکہ ہمیں ہر روز کسی نئے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے۔ امیر محترم نے دس نکات بھی گنوائے اور بتایا کہ امریکہ کی خواہش ہے کہ پاکستان اس ایجنڈے پر کام کرے۔

اگر پاکستان امریکہ کے اس ایجنڈے پر عمل کرے تو وہ تھوڑی بہت ہماری مدد کرتا رہے گا۔ امیر محترم نے فرمایا کہ آج امریکہ کے دامن کو پکڑنے کی بجائے اللہ کا دامن پکڑا جائے اور ہر مسلمان ذاتی طور پر داعی الی اللہ بن کر کھڑا ہو جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ شریعت اسلامی کے نفاذ کے عمل کو جاری کیا جائے بلکہ تیز تر کیا جائے اور پاکستان میں اندرونی اور بیرونی سود کا خاتمہ کیا جائے پھر اللہ کی نصرت و تائید ہمارے شامل حال ہو گی۔ اس پروگرام میں شرکاء کی تعداد ۵۰۰ سے متجاوز تھی۔ (رپورٹ : شہباز نور)

ذیلی حلقہ سرحد وسطی کا دعوتی پروگرام

مورخہ ۱۱/ اپریل ۲۰۰۰ء کو رفیق تنظیم اُسرہ ہاتھیان کے قاری سمیع اللہ نے ذیلی حلقہ سرحد وسطی کے دفتر میں اُسرہ بدرشی کے نقیب قاضی فضل حکیم کو خصوصی دعوت دی کہ وہ ۲۱/ اپریل کو خطاب جمعہ کے لئے تشریف لائیں۔

اس پروگرام کے لئے قاری سمیع اللہ اور راقم نے ذاتی طور پر لوگوں کو بھی خصوصی دعوت دی۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق قاضی فضل حکیم تشریف لائے' ٹھیک ساڑھے بارہ بجے پروگرام کا آغاز ہوا۔ عبادت رب کے موضوع کو سامعین کے سامنے نہایت ہی مدلل انداز میں واضح کیا۔ آپ نے کہا کہ ہم نے کبھی دو ڈاکٹروں یا دو انجینئروں کو لڑتے ہوئے نہیں دیکھا ہے —— لیکن افسوس دین کے علمبردار آپس میں مشت و گریباں ہیں ——

پونے گھنٹے پر محیط اس خطبے کو سامعین نے نہایت دلچسپی سے سنا۔ نماز جمعہ قاری سمیع اللہ نے پڑھائی۔ کھانے کے بعد حاجی جمیل خان' حاجی غلام رحیم' حاجی شریف خان' حاجی معراج محمد' گل محمد' قاری سمیع اللہ اور راقم نے مسجد میں باہمی گفتگو کی۔ اس دوران مختلف موضوعات پر قاضی فضل حکیم نے نہایت تسکین بخش روشنی ڈالی۔ مسنون دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ : شیر قادر)

میانوالی کے رفقاء کی دعوتی سرگرمیاں

گورنمنٹ ہائی سکول میانوالی میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی پندرہ روزہ ورکشاپ منعقد ہوئی۔ ملتزم رفیق جناب بشیر احمد صاحب جو اس سکول میں پڑھاتے ہیں ان کا اسلامیات کا پیریڈ روزانہ ہوتا تھا۔ جس میں انہوں نے تفہیم دین کے لیکچر' فرائض دینی کا جامع تصور' دین اور مذہب میں فرق اور حقیقت جہاد پر لیکچر دیئے۔ ملتزم رفیق صادق صاحب نے حقیقت ایمان پر گفتگو کی۔ تمام لیکچرز کو پسند کیا گیا۔ تقریباً ۱۵۰ افراد نے اس پروگرام میں شرکت کی۔

۳۰/ اپریل بروز اتوار مسجد بیت المکرم میں شب بسری کا پروگرام ہوا۔ شام کی نماز کے بعد امیر محترم کا ویڈیو کیسٹ دکھایا گیا۔ عشاء کے بعد حقیقت ایمان پر صادق صاحب نے گفتگو کی۔ اس کے بعد امیر محترم کا منتخب نصاب کا کیسٹ سورہ تغابن کا درس سنا گیا۔ ۱۲ بجے کے بعد تھوڑا سا آرام کیا۔ صبح ساڑھے تین بجے بیداری ہوئی۔ نوافل ادا کئے۔ صبح کی نماز کے بعد ہمارے معاون ساتھی نور خان صاحب نے درس قرآن دیا۔ ۴ رفقاء اور ایک معاون نے کل وقتی جبکہ ۱۸ احباب نے جز وقتی پروگرام میں شرکت کی۔

(رپورٹ : حاجی محمد عبداللہ)

نقطہ نظر

پرویز مشرف حکومت کو سپریم کورٹ کا عدالتی مینڈیٹ

تحریر : نعیم اختر عدنان

۹۹ء کا سال اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سیاسی افق پر خوفناک کشیدگی دکھا رہا تھا۔ جناب میاں نواز شریف وزیر اعظم پاکستان کی حیثیت سے خود کو حاصل تاریخی مینڈیٹ کے نشے میں دھت ہو کر قومی اداروں کی اکھاڑ پچھاڑ بلکہ تباہی و بربادی کے درپے نظر آتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے صدر مملکت جناب فاروق لغاری کا ایوان صدر میں رہنا دوبھر کر دیا تو چوٹی کا یہ سردار "بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے" کا مصداقِ کامل بن چکا تھا۔ منصب صدارت پر شریف خاندان کے باوفا اور رفیق و معاون جناب رفیق تارڑ کا تقرر کر کے انہوں نے خود کو ایوانِ صدر کی گولہ باری سے محفوظ بنالیا۔

مینڈیٹ چونکہ تاریخی تھا' لہٰذا میاں صاحب نے فیصلے بھی تاریخ ساز کئے۔ دفعہ 58/2b جسے آئین و سیاست کے پیران طریق سیفٹی والو قرار دیتے تھے' کو نکال کر یہ محاذ بھی گویا فتح کر لیا گیا۔ مسلم لیگ کی زلف گرہ گیر کے اسیر ارکان پارلیمنٹ کو ایک "آئینی" ترمیم کے ذریعے "بے زبان" کر دیا گیا۔ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جناب سجاد علی شاہ کو "لگام" ڈالنے اور اعلیٰ عدالتوں کے "احترام" کی نئی روایت قائم کرنے کے لئے عدالت عظمیٰ پر متوالوں کے ذریعے دن دیہاڑے "یلغار" کرادی گئی۔ مسلح افواج کے سربراہ کی ایک بے ضرر سی بات کو بہانہ بنا کر افواج پاکستان کے سربراہ کو وردی اتارنے کا حکم دے کے تمام "کرامتوں" سے محروم کر دیا گیا۔ وہ مغل اعظم "ثانی" بننے ہی والے تھے کہ ۱۲/ اکتوبر کا دن آن پہنچا۔ نواز شریف نے اپنے راستے کی آخری چٹان کو پاش پاش کرنے کا فیصلہ کیا' چنانچہ پرویز مشرف کو غیر ملکی سرکاری دورے کے دوران کمال "دانشمندی" کے ساتھ "بے وردی" کرنے کا شاہی فرمان ٹی وی پر جاری کر دیا گیا۔ مگر ٹی وی کی سکرین اس "مغلائی" فرمان کی تاب نہ لا سکی۔ چنانچہ ٹی وی کی نشریات کسی نئے "ایکشن" کی خبر دینے کے لئے خاموش ہو گئیں....اور پھر وہی ہوا جو اس طرح کے کاموں میں ہوتا ہے۔ جناب پرویز مشرف کے وفادار جرنیلوں نے نواز شریف اینڈ کمپنی کو "لیکوڈیٹ" کر دیا۔

یوں نواز شریف حکومت اور مسلم لیگ کے حواریوں کی طرف سے ہر شعبہ زندگی میں ڈالے گئے "گند" کو نکالنے کے لئے "بھل صفائی" آغاز کر دیا گیا۔ اس صفائی کے عمل کو ناپسند کرنے والوں نے سپریم کورٹ میں فوجی حکومت کو ناجائز قرار دینے اور نواز حکومت کی بحالی کی استدعا کر دی۔ اسی دوران حکومت نے عدلیہ کو سابقہ حکمرانوں کے "اثرات" سے پاک کرنے کے لئے "پی سی او" کو لاگو کر دیا تاکہ صفائی کے اس عمل میں کوئی الائش باقی نہ رہ جائے۔ چنانچہ سپریم کورٹ نے اپنی تعمیر نو کے بعد ملک کے اس اہم ترین سیاسی مقدمے کی سماعت کا آغاز کر دیا۔ متعلقہ فریقین کے دلائل سننے کے بعد سپریم کورٹ نے نواز شریف حکومت کی برطرفی کے جواز کو جائز قرار دیتے ہوئے فوجی حکومت کو "عدالتی مینڈیٹ" عطا کر دیا۔

سپریم کورٹ کے اس عدالتی فیصلے پر راقم کے دل و دماغ کے پردہ سکرین پر آلِ عمران کی یہ آیت بار بار "کلک" کرتی نظر آتی ہے :

﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○ ﴾

"(اے نبیؐ!) یوں کہو اے مالک سب ملکوں کے۔ تو بخش دیتا ہے ملک جسے چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے اور عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ذلیل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ میں ہے ساری بھلائی بے شک تو ہی ہر چیز پر قادر ہے"۔

Vol : 9 Regd. CPL No.127 No.19

WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

..... ایں فکر چالاک یہود

قرضوں کی جنگ (14)

اخذ و ترجمہ : سردار اعوان

سنٹرل بینکنگ اور جزوی ریزرو بینکنگ کی تاریخ پر جب بھی نگاہ ڈالیں گے آپ کو اس میں راتھ شیلڈ' وار برگ' شف اور راک فیلر جیسے خاندان بنیادی کردار ادا کرتے ہوئے نظر آئیں گے' مگر اس بات کو تین صدیاں بیت چکی ہیں' اس دوران قوموں کی معاشی زندگی میں یہ نظام مضبوطی سے اپنی جڑیں گاڑ چکا ہے' اب اسے کسی بیرونی سہارے کی ضرورت نہیں۔ مثال کے طور پر دوسری جنگ عظیم کے بعد بینک آف انگلینڈ اور بینک آف فرانس دونوں کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا تھا' مگر ان کی حیثیت جوں کی توں برقرار رہی۔ چنانچہ آج کسی فرد یا خاندان کو اس کے لئے موردِ الزام ٹھہرانا بے معنی ہے۔ اصل ضرورت اس ظالمانہ نظام کو جڑ سے اکھاڑنے کی ہے جو دولت کے چند ہاتھوں میں مرتکز ہونے کا موجب ہے۔ اس نقطہ نگاہ کو بدلنے کی ضرورت ہے جو خالص مادہ پرستی پر مبنی ہے۔ اس کے لئے دولت کی مساوی تقسیم کا سوشلسٹ نظریہ قابل عمل نہیں۔ جیسا کہ کبھی ایک ماہر تاریخ دان نے کہا تھا کہ صبح دنیا کی ساری دولت ہر ایک کو برابر برابر بانٹ دیں' شام تک نکمے پھر خالی ہاتھ ہو جائیں گے اور دولت واپس محنت کرنے والوں کے پاس پہنچ جائے گی۔ تاہم کسی بھی معاشرے کو صحت مندانہ طور پر قائم رکھنے کے لئے کچھ قواعد و ضوابط درکار ہوتے ہیں۔ ان قواعد و ضوابط کا عدل پر مبنی اور متوازن ہونا ضروری ہے۔ منی چینجرز نے دولت کے بل پر سارا توازن اپنے حق میں کر لیا ہے جس سے جمہوریت اور آزاد پریس کی باتیں بے معنی ہو چکی ہیں۔ اس صورت حال کو بدلنے کے لئے تدریجاً واپس عدل و انصاف اور نیکی کی طرف آنا ہو گا۔ اس کے لئے نچلی سطح سے کام کا آغاز ہونا چاہئے۔ گویا ایک متوازن اور صحت مند معاشرہ قائم کرنے کے لئے افراد کو بدلنا ہو گا۔ مثلاً ایک شخص اگر یہ پوچھے کہ میں اس بارے میں کیا کردار ادا کر سکتا ہوں تو جواب ہو گا کہ اپنے آپ کو بدلیں' نیکی' کفایت شعاری' عدل' استقامت اور میانہ روی جیسے اوصاف اپنائیں۔

اصولاً بین الاقوامی بینکوں اور یو۔ این جیسے بین الاقوامی اداروں کا تصور غلط نہیں ہے' بلکہ ان کے قیام سے انسانی بھلائی کے کاموں میں مدد لی جا سکتی ہے' بشرطیکہ یہ ادارے دنیا کی کمزور قوموں پر اپنی حاکمیت مسلط کر کے انہیں اپنا غلام نہ بنائیں۔ دنیا کی مختلف قوموں پر مشتمل ایک عالمی برادری کا قیام بلاشبہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ مگر جس طرح کسی معاشرے میں خاندان کی ایک اہمیت ہوتی ہے اسی طرح عالمی برادری میں شامل مختلف قوموں کو اپنی تہذیب اور تمدن کی رو سے اپنے لوگوں کے مسائل حل کرنے اور ان کی خدمت انجام دینے کی آزادی اور سہولت میسر رہنی چاہئے۔ اس کے برعکس بین الاقوامی بنکوں' یو۔ این' عالمی عدالت' ڈبلیو۔ ٹی۔ او جیسے اداروں کا موجودہ ڈھانچہ واضح طور پر پوری دنیا کو چند افراد کے ہاتھوں یرغمال بنانے کی خاطر استوار کیا گیا ہے۔ لہٰذا بہتر تو یہ ہے کہ ان اداروں کو سرے سے ختم کر دیا جائے' یا پھر ان میں بنیادی اصلاح کی جائے۔ جب تک ہم اپنے بینکنگ سسٹم کی اصلاح نہیں کرتے مٹھی بھر بینکار ہم پر مسلط رہیں گے۔ چنانچہ اس کا واحد حل یہ ہے کہ فیڈ اور جزوی ریزرو بینکنگ کو ختم کریں اور بی۔ آئی۔ ایس' آئی۔ ایم۔ ایف اور ورلڈ بینک سے الگ ہو جائیں۔ البتہ یہ بات ذہن میں رہے کہ جونہی کوئی ملک بین الاقوامی ساہوکاروں کے چنگل سے نکلنے کی کوشش کرے گا ایک دفعہ اس کا سارا معاشی ڈھانچہ زمین بوس ہو جائے گا' وہاں سے سارا سرمایہ باہر چلا جائے گا مگر یہ صورتحال چند ماہ سے زیادہ جاری نہیں رہے گی۔ اس کے برعکس اگر بیٹھے انتظار کرتے رہے تو ایک وقت آئے گا کہ آپ ہمیشہ کے لئے اپنی ملکی دولت سے ہاتھ دھو لیں گے۔

ذاتی حکمت عملی

اس نظام کے ہوتے ہوئے اپنے آپ کو کیسے بچایا جائے؟

۱) سب سے پہلی قرض لینے سے بچیں اور اگر لے چکے ہیں تو جلد از جلد اس سے چھٹکارا حاصل کریں' ورنہ آپ کا کچھ بھی نہیں بچے گا۔ بہت سے لوگ مکان اور کار وغیرہ کے لئے قرض لیتے ہیں' حالانکہ ان کے بغیر بھی انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ اگر آپ کے پاس نقد نہیں ہے تو کوئی شے بیچ کر اپنا قرض چکائیں۔

۲) آپ کی جو رقم بینک میں جمع ہے افراطِ زر سے اس میں مسلسل کمی واقع ہوتی رہے گی۔ اس کی بجائے برے وقت میں قیمتی دھاتیں مثلاً سونا' چاندی اکثر کار آمد ثابت ہوتے ہیں۔

۳) اپنے اخراجات کم کریں اور قناعت اختیار کریں۔

۴) اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ عالمی معاشی نظام سے باخبر رکھیں' تاکہ ایسا نہ ہو کہ آپ ایک پھندے سے نکلیں اور دوسرے میں پھنس جائیں۔ جب بھی معاشی بحران پیدا ہو گا بینکرز کے نمائندے "متبادل" تجاویز لے کر حاضر ہو جائیں گے۔

۵) گولڈ اسٹینڈرڈ کی طرف واپسی کوئی اچھا حل نہیں ہو گا' کیونکہ سارا سونا انہی کے پاس ہے جن کے بینک ہیں۔ سب سے زیادہ کہا جاتا ہے کہ آئی۔ ایم۔ ایف کے پاس ہے۔ اسی طرح کسی علاقائی یا عالمی کرنسی کے منصوبہ سے بھی خبردار رہئے۔ بین الاقوامی بینکرز اس سے عالمی معیشت کو کنٹرول کرنے کی راہ ہموار کرنا چاہتے ہیں۔

۶) بین الاقوامی بینکرز کے منصوبوں کو منظر عام پر لانے کی کوشش کرتے رہیں۔ اکثر سیاستدان ان منصوبوں کو سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ جو انہیں سمجھتے ہیں وہ بھی ان کے نتائج سے پوری طرح باخبر نہیں ہوتے' اس لئے معمولی مفادات کے لئے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی کا خطاب جمعہ تنظیم اسلامی کے اس ویب سائٹ پر بھی سنا جا سکتا ہے :

www.tanzeem.org

نیز ہمارا ای میل ایڈریس یہ ہے :

anjuman@brain.net.pk

ضرورت رشتہ

۲۴ سالہ BDS' سنی سید گھرانہ کی باپردہ دوشیزہ کے لئے موزوں رشتہ کی تلاش ہے۔ ترجیح سنی سید گھرانے کے تعلیم یافتہ' مذہبی مزاج کے برسر روزگار فرزند کو دی جائے گی۔

رابطہ : ڈاکٹر امجد علی بخاری

مکان 339' سٹریٹ 84' سیکٹر G-11/3 اسلام آباد